کلمۂ جامعہ

یہ ایک مختصر تقریر ہے جو انجمن مجددیہ حیدرآباد کے گذشتہ سالانہ جلسہ میں کی گئی تھی۔ اس وقت جو کچھ ذہن میں تھا عرض کر دیا گیا۔ مگر بعد میں احباب نے خواہش کی کہ اسے قلمبند کر کے شائع کر دیا جائے لہٰذا حافظہ سے مدد لے کر اس کو پھر صفحہ قرطاس پر منتقل کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ نبیہ محمد سید المرسلین وخاتم النبیین

برادران ملت:۔

کیا میں آپ کو بتاؤں کہ دنیا میں سب سے بڑھ کر روح کو بالیدگی اور دل کو فرحت بخشنے والا نظارہ کونسا ہے؟ اس نظارہ کو بیان کرنے کے لئے الفاظ سے تصویر کھینچنے کی ضرورت نہیں جس چیز کا آنکھیں یہیں اسی وقت مشاہدہ کر سکتی ہیں اسے بیان کرنے کے لئے زبان کو تکلیف دینے کی کیا حاجت ہے؟ وہ نظارہ یہی ہے جو میں اس وقت دیکھ رہا ہوں اور آپ میں سے ہر شخص دیکھ رہا ہے۔ یعنی مسلمانوں کا اجتماع، مسلمان ہونے کی حیثیت سے، خدا پرست ہونے کی حیثیت سے، امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کی حیثیت سے۔ یہ اجتماع صرف میرے اور آپ کے لئے ہی دل خوش کن نہیں ہے۔ اس کو خدا نے بھی پسند کیا ہے اور وہ بھی اس کا عاشق ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ (۶۱:۴)	اللہ ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اس کی راہ میں اس طرح صف بستہ ہو کر جنگ کرتے ہیں کہ گویا وہ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔

یہ محبت صرف اُسی صف بندی کے لئے نہیں ہے جو جنگ میں کی جاتی ہے بلکہ اس صف بندی کے لئے بھی ہے جو آپ نماز میں خدا کی عبادت کے لئے کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی لئے آپ کو حکم دیا جاتا ہے اور کیسی تاکید کے ساتھ حکم دیا جاتا ہے کہ۔

اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ (۶۲:۲)

جب جمعہ کے روز نماز کے لئے ندا کی جائے تو خدا کی یاد کے لئے دوڑو اور سب کاروبار چھوڑ دو۔

یہی نہیں بلکہ خدا کی محبت اس پورے اسلامی اجتماع کے ساتھ ہے جو مشرق کے انتہائی کناروں سے لیکر مغرب کے انتہائی کناروں تک پھیلا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو اپنی نعمت قرار دیتا ہے اور احسان جتاتا ہے کہ۔

وَاذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْھَا (۳:۱۱)

یاد کرو اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو کہ تم آپس میں دشمن تھے اس نے تمہارے دلوں میں ایک دوسرے کی محبت ڈال دی اور تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے اور تم آگ سے بھرے ہوئے گڑھے کے کنارے پر تھے۔ اللہ نے تم کو اس سے بچا لیا۔

حضرات :۔

غور کیجئے کہ وہ کیا چیز ہے جو آپ کو ایک بنیان مرصوص بناتی ہے۔ آپ میں سے ہر شخص اپنا ایک الگ وجود رکھتا ہے۔ ہر شخص کا جسم الگ ہے، جان الگ ہے، حیثیتیں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ مزاج مختلف ہیں، خیالات مختلف ہیں۔ مگر اس کے باوجود کوئی چیز ہے جو آپ کے درمیان مشترک ہے، اور وہی ایک ایسا رشتہ بن گئی ہے جس نے مختلف دانوں کو جوڑ کر ایک تسبیح بنا دیا ہے، وہی ایک چیز آپ کو مسجد میں کھینچ لاتی ہے۔ اور ایک صف میں محمود و ایاز سب کو کھڑا کر دیتی ہے۔ وہی چیز کبھی آپ کو میدان جنگ میں کھینچ لے جاتی ہے اور ایک مشترک مقصد کے لئے آپ سے سرفروشی کراتی ہے۔ وہی چیز آپ کے درمیان

مناکحت اور مصاہرت کے تعلقات قائم کراتی ہے۔ وہی آپ کو ایک دوسرے کا ہمدرد، رفیق اور غمگسار بنا دیتی ہے۔ اور وہی آپ میں اور دوسری قوموں میں امتیاز کا خط کھینچتی ہے۔ گر وہ کوئی رسی نہیں ہے جو لکڑیوں کو ایک دوسرے سے باندھ کر جکڑ دیتی ہو، وہ کوئی چونا نہیں ہے جو اینٹوں کو جوڑ کر پیوستہ کر دیتا ہو۔ وہ محض ایک کلمہ ہے جس کو میں کلمۂ جامعہ کے لفظ سے اسی لئے تعبیر کرتا ہوں کہ اس میں انسانوں کو جمع کرنے کی خاصیت ہے۔

کلمہ سے مراد الفاظ نہیں ہیں، بلکہ معانی ہیں۔ اعتقاد اور تخیل کو بھی اس لحاظ سے کلمہ کہتے ہیں کہ وہ الفاظ ہی کا جامہ پہن کر ذہن سے باہر آتا ہے۔ اس اعتبار سے ہر وہ تخیل کلمۂ جامعہ کہا جا سکتا ہے جو انسانوں کی کسی بڑی تعداد کو جمع کر کے ایک قوم بنا دیتا ہو۔ وہ تخیل بھی کلمۂ جامعہ ہے جس کی بنا پر تمام ترکی النسل قوموں کو ایک قوم بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ وہ تخیل بھی کلمۂ جامعہ ہے جو جرمنی اور آسٹریا کے اتحاد کی کوششوں میں کام کر رہا ہے۔ وہ تخیل بھی کلمۂ جامعہ ہے جو سلافی نسل کی قوموں کو ایک مرکز پر جمع کرنے کے لئے سرگرم کار ہے۔ اور وہ سب تخیلات بھی جامع کلمات ہیں جو ایک زبان بولنے والوں یا ایک نسل کے فرزندوں، یا ایک ملک کے باشندوں کو ایک قوم بناتے ہیں۔ مگر یہ جتنے کلمات ہیں ان سب کی جامعیت محدود ہے۔ کسی کلمہ کی وسعت کو کوئی دریا روک دیتا ہے، کسی کی حد بندیاں پہاڑ اور سمندر کر دیتے ہیں۔ کسی کی وسعت ایک خاص زبان کی وسعت کے ساتھ مقید ہے، کسی کا پھیلاؤ بس اسی حد تک ہے جس حد تک کوئی خاص نسل پھیلی ہوئی ہے۔ ایسے کلمات کو ایک ایک ملک کے لئے جامع کہا جا سکتا ہے، ایک نسل کے لئے جامع کہا جا سکتا ہے۔ ایک زبان بولنے والوں کے لئے جامع کہا جا سکتا ہے مگر تمام دنیا کے لئے جامع نہیں کہا جا سکتا۔

اب دیکھئے کہ کیا وہ کلمہ بھی انہی معنوں میں جامع ہے جس نے آپ کو جمع کیا ہے۔ کیا آپ سب اس لئے جمع ہیں کہ آپ ایک ملک کے رہنے والے ہیں؟ کیا آپ اس لئے بھائی بھائی ہیں کہ آپ سب

ایک ہی زبان بولتے ہیں ؟ کیا آپ کو خون کی وحدت نے بنیان مرصوص بنایا ہے ؟ کیا آپ اس لئے ایک قوم ہیں کہ آپ کی سیاسی یا معاشی اغراض ایک ہیں ؟ آپ یقیناً جواب دیں گے کہ نہیں۔ اگر کوئی عربی بولنے والا عرب اور پشتو بولنے والا افغانی یہاں موجود ہو تو کیا آپ اس کو اپنی جماعت سے نکال دیں گے ؟ اگر کوئی حبش کا زنگی یا پولینڈ کا فرنگی یہاں آئے تو کیا اسے آپ اپنی جماعت میں شریک نہ کریں گے ؟ آپ اس کا جواب بھی نفی میں دیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کو جمع کرنے والا کلمہ وہ نہیں ہے جس کو پہاڑ اور دریا محدود کر سکتے ہوں، نہ وہ ہے جس کو کوئی نسل محدود کر سکتی ہو۔ نہ وہ ہے جس کو کوئی رنگ محدود کر سکتا ہو۔ نہ وہ ہے جس کو کوئی زبان یا معاشی غرض محدود کر سکتی ہو۔ بلکہ یہ وہ کلمہ ہے جو تمام روئے زمین پر محیط ہے۔ جو ساری نوع انسانی کو اپنی آغوش میں لے سکتا ہے۔ جس کو پھیلنے اور چھا جانے سے دنیا کی کوئی مادی چیز روک نہیں سکتی۔ جس کی بندش میں کالے اور گورے، زرد اور سفید، مغربی اور مشرقی سب یکساں بندھ سکتے ہیں اس کلمہ کو ہم اسی غیر محدود وسعت کے لحاظ سے جامع کہتے ہیں۔ یہ اسی لئے جامع ہے کہ تمام عالم کے انسانوں کو جمع کرنے کی قابلیت اس میں موجود ہے۔

حضرات میں آپ سے پھر ایک گہری نظر کا مطالبہ کروں گا۔ آپ ایک مسلم کی سی بصیرت سے دیکھیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ دنیا میں اس صفت اور اس خاصیت کا ایک ہی کلمہ ہو سکتا ہے۔ اس بات کو آپ ایک مثال سے بآسانی سمجھ سکتے ہیں۔ یہ دیواریں جو آپ کے سامنے کھڑی ہیں اور یہ ستون جو آپ کے سامنے استادہ ہیں، ان میں سے ہر ایک بجائے خود ایک الگ اور مستقل وجود رکھتا ہے۔ یہ چھت اور یہ فرش بھی بجائے خود الگ الگ ہیں ان میں سے ہر ایک اپنے اندر بہت سے پتھروں اور اینٹوں کو لئے ہوئے ہے ان کے درمیان اختلافات کے سینکڑوں مادے ہیں۔ ان کی وضع مختلف ہے، ان کے مقام مختلف ہیں، ان کی سمتیں مختلف ہیں، ان کے رنگ مختلف ہیں، ان کے وزن اور حجم مختلف ہیں۔ غرض بہت سی چیزیں ہیں جو ان کو ایک دوسرے سے جدا کرتی ہیں۔ مگر ایک چیز ان میں مشترک ہے۔ اور وہ

یہ ہے کہ یہ سب ایک ہی عمارت کے اجزا ہیں، ایک ہی مقصد کی خدمت کے لئے ان کو بنایا گیا ہے۔ اور ایک ہی انجینیر ان کا بنانے والا ہے۔ یہ ایک مادہ اشتراک تو ان سب کو متحد و متفق کر سکتا ہے۔ باقی جتنے مادے ہیں سب اختلاف کے مادے ہیں نہ کہ اشتراک کے۔ بس اسی طرح دنیا کی مختلف رنگ، مختلف زبانیں مختلف نسلیں اور مختلف وطن رکھنے والی قومیں اگر مل کر ایک قوم بن سکتی ہیں تو صرف اسی صورت سے کہ وہ سب خداوند تعالیٰ اور اسکے ملائکہ اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور اس کے پاس حاضری کے دن پر ایمان لائیں اس کے سوا اور کوئی چیز ان کو جمع کرنے والی نہیں ہے۔

پھر اسی دیوار کی مثال کو لے کر دیکھئے کہ اس کا رنگ سفید ہے۔ ہوسکتا ہے کہ کوئی یرقان کا مریض اس کو زرد کہے، ہوسکتا ہے کہ کسی کی آنکھ پر رنگین عینک چڑھی ہوئی ہو اور وہ اسے سرخ یا سبز کہہ دے ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص ضد کی وجہ سے اس کو سیاہ یا نیلا کہدے۔ بہرحال اس کے اصلی رنگ کے سوا جتنے رنگ بھی دنیا میں موجود ہیں ان سب کا اطلاق اس پر کیا جا سکتا ہے۔ مگر یہ جتنے اطلاقات ہوں گے سب کے سب جھوٹے ہوں گے، اور کبھی دیکھنے والی دنیا ان مختلف رنگوں کے اطلاق پر جمع نہ ہو سکے گی۔ کیونکہ دنیا کبھی جھوٹ پر متفق نہیں ہوسکتی۔ اتفاق اگر ممکن ہے تو صداقت ہی پر ممکن ہے۔ اس لئے اگر دیکھنے والے کسی قول پر متفق ہوسکتے ہیں تو وہ یہی ہے کہ اس دیوار کو سفید کہا جائے۔ اسی طرح کائنات کے خالق اور پروردگار کے متعلق بھی بے شمار اقوال ممکن ہیں اور کہے گئے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ دو خدا ہیں کوئی تین کہتا ہے، کوئی لاکھوں اور کروڑوں ہستیوں میں خدائی کو تقسیم کر دیتا ہے۔ لیکن سچی بات جس پر آسمان اور زمین کا ہر ذرہ گواہ ہے، وہ یہی ہے کہ خدا ایک ہے۔ اور جیسا کہ ابھی اوپر کی مثال میں آپ نے دیکھا، اگر دنیا کسی کلمہ پر متفق ہوسکتی ہے تو وہ یہی کلمہ ہے۔ اس کے سوا جتنے کلمے ہیں سب جدا کرنے والے اور اختلاف برپا کرنے والے ہیں۔

آگے بڑھئے۔ ملائکہ کے متعلق بہت سے اقوال ممکن ہیں اور کہے گئے ہیں۔ کسی نے ان کو دیوتا بنایا

کسی نے انھیں شفیع ٹھیرایا کسی نے ان کو خدائی میں شریک کیا۔ لیکن سچی بات ایک ہی ہے کہ ملائکہ خدا کے خادم ہیں اور امر الٰہی کے خلاف حرکت کرنے کی قدرت ان میں ذرہ برابر بھی نہیں ہے۔ اگر دنیا میں اتفاق ممکن ہے تو اسی سچی بات پر ممکن ہے باقی سب اختلاف کی بنیادیں ہیں۔

یہی معاملہ انبیاء اور کتابوں کا ہے۔ ہر قوم اپنے اپنے پیشوا اور اپنی اپنی کتاب کو لیکر الگ ہو گئی ہے۔ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ۔ ہر قوم کہہ سکتی ہے کہ میرا پیشوا سچا اور باقی سب جھوٹے ہر قوم کہہ سکتی ہے کہ میری کتاب سچی اور باقی سب کتابیں جھوٹی۔ مختلف اقوال قوموں کو ملانے والے نہیں بلکہ جدا کرنے والے ہیں۔ سب کو ملا کر ایک قوم بنانے والا اگر کوئی قول ہو سکتا ہے تو وہ یہی ہے کہ خدا کے جتنے رسول مختلف زمانوں اور مختلف قوموں میں آئے ہیں سب سچے تھے، جتنی کتابیں خدا کی طرف سے مختلف قوموں کے رسول لے کر آئے سب حق اور نیکی کی تعلیم دینے والی تھیں۔

اسی طرح دنیا کے انجام اور نوع انسانی کے خاتمہ کے متعلق بھی مختلف باتیں کہی جا سکتی ہیں اور کہی گئی ہیں لیکن دل جس صداقت پر ٹھکتا ہے وہ ایک ہی ہے کہ ہم سب کو ایک دن اپنے خالق کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ اور اپنے اعمال کا حساب پیش کرنا ہے۔ اگر دنیا متفق ہو سکتی ہے تو اسی صداقت پر ہو سکتی ہے باقی جتنی باتیں اس کے خلاف ہیں ان میں اختلاف کے سوا کچھ بھی نہیں۔

یہی پانچ چیزیں ہیں جن کے اعتقاد کا نام ہم نے کلمۂ جامعہ رکھا ہے۔

آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ ۔ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ (۲ : ۴۰)

رسول ایمان لایا اس کتاب پر جو اس کی طرف اس کے رب کی جانب سے اتاری گئی ہے، اور مومن بھی اس پر ایمان لائے۔ یہ سب کے سب ایمان لائے اللہ پر اور اس کے ملائکہ پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر، اور کہا کہ ہم اس کے رسولوں میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے

اور ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ پروردگار ہم تیری ہی مغفرت کے طالب ہیں اور ہمیں تیری ہی طرف واپس جانا ہے۔

ان پانچوں صداقتوں کا ظاہر کرنے والا خدا ہے اور دنیا میں پیش کرنے والا ......

...... خدا کا رسول ہے اس لئے ان سب کے تفصیلی بیان کو مختصر کر کے ایک چھوٹا سا کلمہ بنا دیا گیا ہے اور وہ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے۔ خدا کی یکتائی کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری کا اقرار یہ معنی رکھتا ہے کہ آپ ان سب صداقتوں پر ایمان لے آئے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی طرف سے پیش فرمائی ہیں۔

حضرات:۔

یہی وہ قول ہے جس کو بھاری اور ثقیل بات کہا گیا ہے۔ اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا (۷۳:۵) یہ کسی پتے یا کاغذ کے پرزے کی طرح نہیں ہے کہ معمولی ہوا کے جھونکے اس کو اڑا لے جائیں جس کو ایک جگہ قرار نصیب نہ ہو۔ جو ہر نئے اکتشاف، ہر نئے نظریے، ہر نئے تخیل کے ساتھ پلٹیاں کھاتا چلا جائے۔ یہ تو پہاڑ کی طرح بھاری بھرکم قول ہے کہ ہواؤں کے طوفان آئیں اور گذر جائیں، پانی کے سیلاب امڈیں اور بیٹھ جائیں مگر یہ اپنی جگہ سے ہلنے والا نہیں یہی بات ہے کہ جس کو دوسری جگہ فرمایا گیا ہے کہ:۔

اَلَمْ تَرَ کَیْفَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا کَلِمَةً طَیِّبَةً کَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِی السَّمَآءِ تُؤْتِیْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِیْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا وَيَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ	یعنی کیا نہیں دیکھا تو نے کہ اللہ نے پاکیزہ کلمہ کو کس چیز سے مثال دی ہے۔ وہ ایک اچھی ذات کے درخت کی طرح ہے جس کی جڑیں زمین میں خوب جمی ہوئی ہیں اور شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں۔ وہ ہر وقت اپنے رب کے اذن سے پھل لاتا ہے۔ اللہ لوگوں کے سامنے

وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِن فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِن قَرَارٍ يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ (۱۴: ۴)

یہ مثالیں اس لئے بیان کرتا ہے کہ وہ سبق حاصل کریں اور برے کلمہ کی مثال ایک برے بداصل درخت کی سی ہے جو زمین کی سطح ہی پر سے اکھاڑ کر پھینکا جاتا ہے۔ اس کو کوئی قرار اور جماؤ نصیب ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ایمان لانے والوں کو ایک مضبوط قول کے ساتھ دنیا میں بھی ثبات بخشتا ہے اور آخرت میں بھی اور جو ظالم اس قول سے انکار کرتے ہیں ان کو وہ بھٹکا دیتا ہے۔ اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

اس تمثیل نے بات کو بالکل واضح کر دیا۔ زمین میں ثبات اور قرار اور پھیلاؤ اسی کلمہ کو نصیب ہو سکتا ہے جو پاک اور سچا اور جامع کلمہ ہے اس کے سوا جتنے کلمے ہیں سب کے سب بداصل کلمے ہیں کسی کو ثبات و قرار نصیب ہونے والا نہیں ہے۔ وہ خودرو درخت ہیں۔ آج اُگے اور کل اکھڑ گئے۔ زمانہ کا ہر نیا حادثہ، وقت کا ہر نیا تغیر ایک نیا پودا اگاتا ہے اور پچھلے پودوں کو اکھاڑ پھینکتا ہے۔ ان پودوں میں برگ و بار لانے کی صلاحیت نہیں۔ اور اگر یہ بار لاتے بھی ہیں تو کڑوے کسیلے۔ بلکہ زہریلے۔ دنیا آج انہی پودوں کے خطرناک پھلوں سے مصیبتوں میں پھنسی ہوئی ہے۔ ان پودوں سے کہیں پراپیگنڈا پیدا ہوتا ہے کہیں ان سے زہریلی گیسیں نکلتی ہیں، کہیں ان سے پھٹنے اور آگ لگانے والے بم جھڑتے ہیں کہیں ان سے نفاق اور عداوت اور حسد و بغض کے بیج نکلتے ہیں جن کی قسمت میں خدا کا عذاب لکھا ہے انہیں چھوڑیے کہ وہ ان پودوں سے دل بہلائیں۔ آپ کے پاس تو وہ پاک اور صحیح الاصل درخت موجود ہے جو ہبوط آدم کے وقت سے آج تک کبھی نہ اکھڑا نہ بے برگ و بار ہوا۔ اس کی جڑیں زمین میں گہری جمی ہوئی ہیں اور اس عالم میں جہاں تک بلندی ہے اس کی شاخیں وہاں تک پھیلی چلی گئی ہیں۔ اس درخت سے ہمیشہ امن اور سلامتی کا پھل پیدا ہوا ہے۔ یہ آدم کے کسی بیٹے اور بیٹی کو

اپنے سایہ میں پناہ لینے اور اپنے پھلوں کا فائدہ اٹھانے سے نہیں روکتا۔ یہ کسی سے نہیں پوچھتا کہ تو
کس نسل سے ہے؟ کیا زبان بولتا ہے؟ کہاں کا باشندہ ہے؟ اس کے سایہ کی خاصیت یہ ہے کہ جو
اس کے نیچے آگیا وہ انساب کا تفاخر بھول گیا، زبانوں کا فرق، رنگوں کا امتیاز، ملکوں کا اختلاف
اس کی نگاہوں میں ہیچ ہوگیا، اور اس کی روح میں یہ تعلیم سماگئی کہ۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ
بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا (۴۸: ۲۹)۔

برادران ملت۔

یہ کلمہ اس لئے پیش کیا گیا تھا کہ تمام نوع انسانی ایک بڑی اور عالمگیر صداقت پر متفق ہو سکے
اور بے شمار مادی اور عقلی اختلافات کے باوجود ایک امر مشترک ایسا ہو جس میں سب بنی آدم ایک دوسرے
کے بھائی بن جائیں۔ اسی لئے ایمان کی بنا ایسے امور پر رکھی گئی تھی جن میں بڑی وسعت تھی اور جو ساری
نوع انسانی کو اپنے دامن میں لے سکتے تھے۔ اسی لئے اس کلمہ کو پیش کرنے والے (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو
یہ اعلان کرنے کا حکم دیا گیا تھا کہ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا۔ اسی لئے
کہا گیا تھا کہ جو اس کلمہ کا قائل ہو جائے اس کا خون حرام ہے، اس کا مال حرام ہے، اس کی عزت حرام ہے۔
وہ تمہارا بھائی ہے۔ اس کو قتل کرنے والا دائمی عذاب جہنم کا سزاوار ہے اور اس کی عزت
پر حملہ کرنے والا فاسق ہے۔ لیکن اس سے بڑھ کر بدقسمتی کیا ہو سکتی ہے کہ ہم نے اس سب سے بڑے جامع کلمے کے
بھی ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔ خدا کا فرمان تھا کہ جو خدا، ملائکہ، کتابوں، رسولوں اور یوم آخر کو مانے وہ
مسلم ہے۔ مگر ہم نے کچھ دوسری چیزوں پر کفر و اسلام کا مدار رکھا اور ان پانچوں امور پر ایمان لانے
والوں میں بھی بے تکلف کفر کی لعنت تقسیم کی۔ اس کلمہ جامعہ کے ہوتے ہوئے بھی ہم اس طرح بکھر گئے کہ گویا ہمارے
دین الگ الگ ہیں۔ ہم نے عملاً اپنی قومیں الگ بنالیں، اپنی مسجدیں الگ کرلیں، اپنی نمازیں الگ

کرلیں اپنے درمیان سے مناکحت اور مصاہرت کے رشتے توڑ دیے اور اس برادری کے تعلق کو قطع کر دیا جو اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ کہکر قائم کیا گیا تھا۔ اس کے بعد ایک اور مصیبت آئی دوسری قوموں سے ہم نے قومیت کا نیا سبق حاصل کیا جو اسلام کی روح اور اس کی تعلیم کے سراسر منافی تھا۔ جن جاہلی عصبیتوں کا مٹانا اسلامی تعلیم کے اولین مقاصد میں سے تھا وہ سب ہم میں پیدا ہوگئیں۔ کسی نے پین تورانی تحریک کا علم بلند کیا۔ کسی نے پین عرب تحریک اٹھائی کسی نے آریائی نسلیت کا چرچا کیا۔ کسی نے وطنی قومیتوں میں جذب ہوجانے کا اعلان کیا غرض مختلف مذہبی اور سیاسی تحریکوں نے اپنی پوری قوت اسلام کے اس کلمۂ جامعہ کو پارہ پارہ کرنے میں صرف کر دی جو انہی تمام تفریقوں کو مٹا کر نوع انسانی کی ایک عالمگیر برادری قائم کرنے کے لئے پیش کیا گیا تھا۔

میرا یہ مدعا ہرگز نہیں ہے اور نہ ہوسکتا ہے کہ اس کلمۂ جامعہ کا مقصد تمام اختلافات کو مٹا دینا تھا۔ اختلاف تو ایک فطری امر ہے جس کا مٹنا ممکن نہیں ہے۔ نہ رنگوں اور نسلوں کا اختلاف مٹ سکتا ہے نہ زبانوں اور ملکوں کا اختلاف نہ خیالات اور طبایع کا اختلاف مٹ سکتا ہے۔ اور جب یہ نہیں مٹ سکتا تو ظاہر ہے کہ کسی نہ کسی طور سے نوع انسانی کے گروہوں میں اعتقاد اور عمل اور اغراض کے لحاظ سے اختلاف ضرور باقی رہے گا لیکن کلمۂ جامعہ کو بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ ان سارے فطری اختلافات کے باقی رہتے ہوئے ایک ایسا عقلی مادہ مہیا کر دیا جائے جس میں تمام ایمان لانے والے مشترک ہوکر آپس میں متحد و متفق ہوجائیں اور اس عقلی اتفاق واتحاد کے اثر سے ان کے وہ اختلافات اس حد تک دب جائیں کہ دلوں کا اختلاف اور اغراض کا تصادم باقی نہ رہے جو فتنہ و فساد کا اصل موجب ہے۔ اسی مقصد کے لئے ایک جامع کلمہ کے ساتھ نماز میں جماعت کی تاکید کی گئی، تمام دنیا کے لئے ایک قبلہ مقرر کیا گیا، روزے اور حج کو اجتماعی صورت دی گئی اور مسلمانوں کے درمیان کھانے پینے میں مناکحت میں اور زندگی کے دوسرے مسائل میں کسی قسم کا امتیاز باقی نہ رکھا گیا۔ یہ سب کچھ اس لئے تھا کہ دین کا اتحاد تمام چھوٹے اختلافات پر غالب رہنے

اور ساری دنیا کے مسلمان مل کر ایک قوم بنے ہیں لیکن آج ہماری مذہبی اور سیاسی فرقہ بندیاں اس قومیت کے رشتہ کو توڑ رہی ہیں، اور اس تعلق کو کاٹ رہی ہیں جو کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ـ کہنے والوں کے درمیان خود اللہ تعالیٰ نے قائم کیا تھا۔

بھائیو! اگر تمہارے شہر سے متصل کوئی بڑا زبردست بند کسی دریا کے سیلاب کو روکے کھڑا ہو، اور تمہارے شہر کی سلامتی اسی بند کی مضبوطی پر منحصر ہو، اور تم دیکھو کہ اس بند میں شگاف پڑ رہے ہیں تو مجھے یقین ہے کہ تم اپنی ساری قوتیں ان شگافوں کو بھرنے اور اس بند کی حفاظت کرنے میں صرف کر دو گے۔ لیکن مجھے تعجب ہے کہ فتنہ و فساد اور حسد و نفاق اور عداوت و دشمنی کے عظیم الشان اور ہولناک سیلاب کو جو زبردست بند روکے کھڑا ہے، اور جس کی مضبوطی پر سارے دارالاسلام کا بقا و تحفظ منحصر ہے اس میں ہر طرف سے شگاف پر شگاف پڑ رہے ہیں۔ مگر تم کو اس کی کچھ فکر نہیں۔ میں آپ سے سچ کہتا ہوں کہ اس بند عظیم کی حفاظت اتنا مقدس کام ہے کہ اگر کوئی شخص اس کے شگافوں کو بھرنے کے لئے اپنا سر بھی دیدے، تو اس کام کی نسبت سے یہ کوئی بڑی قربانی نہ ہوگی۔ اس سے بھی بڑی قربانی اگر کوئی ممکن ہوتی تو اس کے لئے وہ بھی کرنی چاہئے تھی۔

منظر الکرام

حیدرآباد دکن کے مشاہیر حاضرہ کا تذکرہ جس کو کتبخانہ مغز باب حکومت اور بحت کے اکثر دفاتر کے کتب خانوں کے لئے خریدا جا چکا ہے اس کے سوا کتبخانہ آصفیہ کتبخانہ جامعہ عثمانیہ کتبخانہ دارالترجمہ میں بھی کتاب خریدی گئی ہے سرکار عالی کے سررشتہ تعلیمات نے بروئے گشتی اس کتاب کو حوالہ جات کی ایک مفید کتاب قرار دیا ہے۔ قیمت چھ روپیہ۔

سید منظر علی ۱۳۵۰ء الناشر کلب نصرت آباد حیدرآباد دکن